۳۰ منتخب احادیث زادُالطّالبین سے ماخوذ

طالبِ حق کے لیے زادِراہ

از قلم: مفتی عاشق الٰہی رحمۃ اللہ علیہ

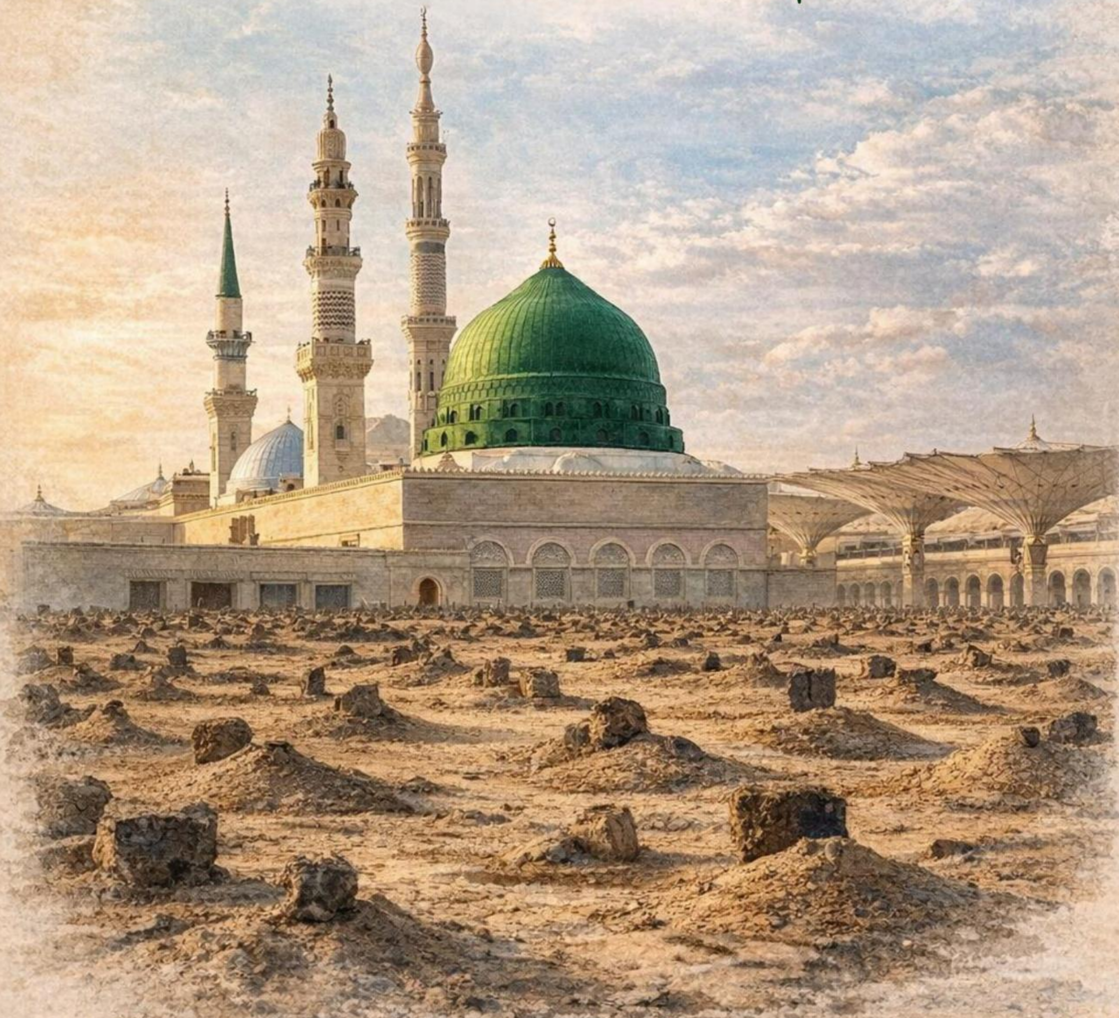

کتاب اوّل

۱-حدیث 9

۲-حدیث 10

۳-حدیث 11

۴-حدیث 12

۵-حدیث 13

۶-حدیث 14

۷-حدیث 15

۸-حدیث 16

۹-حدیث 17

۱۰-حدیث 18

۱۱-حدیث 19

۱۲-حدیث 20

۱۳-حدیث 21

۱۴-حدیث 22

حدیث-۱۵......23

حدیث-۱۶......24

حدیث-۱۷......25

حدیث-۱۸......26

حدیث-۱۹......27

حدیث-۲۰......28

حدیث-۲۱......29

حدیث-۲۲......30

حدیث-۲۳......31

حدیث-۲۴......32

حدیث-۲۵......33

حدیث-۲۶......34

حدیث-۲۷......35

حدیث-۲۸......36

۲۹-حدیث...37

۳۰-حدیث 38

حدیث کی روایات کے بارے میں ضروری وضاحت 39

احادیث کا مجموعہ —۱ سے ۳۰ تک..40

حوالہ جات: احادیث ۱تا ۳۰ 50

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

آج کی مصروف زندگی میں بہت سے لوگوں کے لیے دین سیکھنے کا وقت نکالنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اسکول، کام اور گھر کی ذمہ داریاں انسان کو اتنا مصروف کر دیتی ہیں کہ پڑھنے کا مناسب موقع نہیں ملتا۔ بہت سے لوگ دل سے چاہتے ہیں کہ وہ دین سیکھیں، لیکن دن تیزی سے گزر جاتا ہے اور روزانہ پڑھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اسی لیے لوگ ایسی کتابیں پسند کرتے ہیں جو مختصر بھی ہوں اور آسان بھی۔

اسی وجہ سے ہم نے چھوٹی اور آسان احادیث کو ایک جگہ جمع کیا ہے، تاکہ ہر شخص انہیں آرام سے پڑھ سکے، سمجھ سکے اور فائدہ حاصل کر سکے۔ اس کتاب میں اردو بہت سادہ رکھی گئی ہے تاکہ ہر عمر اور ہر زبان کا پڑھنے والا اسے آسانی سے سمجھ سکے۔ ہماری کوشش ہے کہ یہ کتاب سب کے لیے فائدہ مند ہو، اور اگر کوئی تھوڑی سی اردو جانتا ہو تو وہ بھی اسے بآسانی پڑھ اور سمجھ سکے۔

یہ کتاب اس مقصد کے لیے تیار کی گئی ہے کہ دینی باتیں سب تک پہنچ سکیں، چاہے پڑھنے والا کتنا ہی مصروف کیوں نہ ہو۔ یہاں شامل احادیث کا انتخاب مشہور کتاب *زاد الطالبین* سے کیا گیا ہے، جسے بزرگ عالم شیخ مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری **رحمۃ اللہ علیہ** نے طلبہ کے لیے مرتب کیا تھا۔ آپ مدینہ منورہ میں رہتے تھے، بیسویں صدی کے بہت سے علماء کو پڑھایا، اور آخر کار مدینہ منورہ ہی میں اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوئے۔

زاد الطالبین کی احادیث بہت آسان، واضح اور دل میں اتر جانے والی ہوتی ہیں۔ یہ ہمارے نبی کریم ﷺ کی مبارک تعلیمات ہیں جن میں ہر مؤمن کے لیے روشنی، حکمت اور زندگی گزارنے کا بہترین راستہ موجود ہے۔ ان احادیث کو محبت سے پڑھنے، سمجھنے اور عمل کرنے سے ایمان مضبوط ہوتا ہے اور اخلاق بہتر ہوتے ہیں۔

اس کتاب میں ہر سبق ایک صفحے میں رکھا گیا ہے تاکہ کوئی شخص روزانہ ایک حدیث پڑھے اور ایک مہینے میں تیس احادیث مکمل کر سکے۔ یہ طریقہ بچوں، بڑوں، گھروں اور مدرسوں سب کے لیے آسان اور مفید ہے۔ یہ اس سلسلے کی پہلی

کتاب ہے، اور ہماری نیت ہے کہ اسی انداز میں مزید مختصر کتابیں تیار کی جائیں تاکہ دین سیکھنا سب کے لیے اور بھی آسان ہو جائے۔

اس کتاب میں ہر حدیث کی وضاحت بھی بہت سادہ رکھی گئی ہے، تاکہ ہر پڑھنے والا اسے بغیر مشکل کے سمجھ سکے۔ جو لوگ مزید گہری سمجھ چاہتے ہیں وہ کسی عالم یا مفتی کے ساتھ پڑھیں تو زیادہ فائدہ حاصل کریں گے۔ ہم ان تمام لوگوں کے شکر گزار ہیں جنھوں نے اس کتاب کی تیاری میں ساتھ دیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو بہترین اجر عطا فرمائے۔ آمین۔

ہم گزارش کرتے ہیں کہ اس کتاب کو پڑھنے والے ہمیں، ہمارے اساتذہ اور گھر والوں کو اپنی دعا میں ضرور یاد رکھیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اس محنت کو قبول فرمائے، ہمیں استقامت عطا کرے، ہمارے دلوں میں دین کی محبت پیدا کرے، اور اس کتاب کو سب کے لیے فائدہ اور ہدایت کا ذریعہ بنا دے۔

آمین

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اعمال کی اصل بنیاد نیت پر ہوتی ہے، اور ہر انسان کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی۔ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کے لیے ہجرت کرے تو اس کی ہجرت واقعی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے سمجھی جائے گی۔ لیکن اگر کوئی شخص دنیاوی فائدے حاصل کرنے کے لیے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کے لیے ہجرت کرے تو اس کی ہجرت اسی مقصد کے لیے ہوگی جس کے لیے وہ گیا

یہ حدیث ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ ہر عمل کی اصل قیمت اس نیت سے بنتی ہے جو انسان اپنے دل میں رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی بھی کام کی قدر اسی نیت کے مطابق ہوتی ہے۔ اگر نیت اچھی ہو تو عمل بھی قیمتی بن جاتا ہے، اور اگر نیت ٹھیک نہ ہو تو عمل کی اہمیت کم ہو جاتی ہے۔

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ ہر کام میں اخلاص بہت ضروری ہے۔ کوئی بھی نیکی تب ہی قبول ہوتی ہے جب وہ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے کی جائے۔ اگر نیت سچی نہ ہو تو بڑا عمل بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک قدر نہیں رکھتا۔

علماء ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے صرف اس لیے ہجرت کی کہ وہ ایک عورت سے نکاح کر سکے جسے "اُمِّ قیس" کہا جاتا تھا۔ اس واقعے سے ہمیں سمجھ ملتی ہے کہ انسان کی نیت کتنی جلدی دنیا کی طرف مڑ سکتی ہے۔ اسی لیے ضروری ہے کہ ہم ہر وقت اپنی نیت کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص رکھیں۔

نیت دل کا معاملہ ہے۔ نیت سے ہی پتہ چلتا ہے کہ انسان نماز، روزہ یا صدقہ جیسے کام اللہ تعالیٰ کے لیے کر رہا ہے یا لوگوں کو دکھانے کے لیے۔ جو عمل خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کیا جائے وہ اس عمل سے کہیں بہتر ہوتا ہے جس میں دکھاوے کی ملاوٹ ہو۔ اگر عبادت میں ریا آ جائے تو ہو سکتا ہے کہ عمل قبول نہ ہو۔

علماء کہتے ہیں کہ کچھ کام ایسے ہوتے ہیں جن میں نیت کو بار بار درست کرنا ضروری ہوتا ہے، جیسے قرآن پڑھانا، علم سکھانا، صدقہ دینا اور دوسری عبادتیں، کیونکہ یہ کام روز ہوتے رہتے ہیں اور دل بدل بھی سکتا ہے۔

اگر کسی کے عمل پر لوگ اس کی تعریف کریں، اور اس نے تعریف حاصل کرنے کی نیت نہ کی ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ایسی تعریف کو مومن کے لیے دنیا میں ملنے والی ایک خوشخبری قرار دیا ہے۔

علماء یہ بھی کہتے ہیں کہ کتابیں اسی حدیث سے شروع کرنا بہتر ہے، تاکہ پڑھنے والا آغاز ہی میں اپنی نیت درست کرنے کی طرف متوجہ ہو جائے۔

اس حدیث سے ہمیں یہ بھی سمجھ ملتی ہے کہ زندگی کے عام کام — جیسے سونا، کھانا، پینا، چلنا یا ورزش کرنا — یہ سب بھی عبادت بن سکتے ہیں، اگر انسان یہ نیت کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لیے قوت حاصل کر رہا ہے۔

حدیث-۱

الدِّينُ النَّصِيحَةُ

دین (اسلام) اخلاص کے ساتھ عمل کرنے کا نام ہے۔)مسلم(

اسلام میں اخلاص، یعنی سچی نیت اور دل کی پاکی، ایمان کا بہت اہم حصہ ہے۔ اس حدیث میں لفظ "النصیحۃ" کا مطلب صرف مشورہ دینا نہیں، بلکہ ہر کام کو سچی نیت، خیر خواہی اور بھلائی کے ساتھ کرنا ہے۔ اسی لیے یہاں اس کا مفہوم "اخلاص کے ساتھ عمل کرنا" زیادہ واضح انداز میں سمجھ آتا ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت تمیم داری **رضي الله عنه** فرماتے ہیں: جب صحابہ نے پوچھا کہ نصیحت کس کے لیے ہے؟

تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے لیے، اس کی کتاب کے لیے، اس کے رسول ﷺ کے لیے، مسلمانوں کے ذمہ داروں کے لیے، اور عام مسلمانوں کے لیے۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ ایک سچا مسلمان ہمیشہ دوسروں کے لیے بھلائی چاہتا ہے، سچی بات نرمی اور خیر خواہی کے ساتھ کہتا ہے، اور ہر معاملے میں ایمانداری اور اخلاص سے کام کرتا ہے۔

حدیث- ۲

الدُّعَاءُ مُخُّ العِبَادَةِ

دعا عبادت کا مغز ہے۔) بخاری(

دعا کو عبادت کا مغز اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس میں دو اہم باتیں شامل ہوتی ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتے ہیں: ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾

ترجمہ" :اور تمہارے رب نے فرمایا: مجھے پکارو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا"۔ (سورة غافر، ٤٠:٦٠)

جب بندہ دعا کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر عمل کرتا ہے۔ اسی لیے دعا عبادت کا ایک اہم اور بنیادی حصہ ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ دعا ہمیں یاد دلاتی ہے کہ بندے کی ہر ضرورت صرف اللہ تعالیٰ ہی پوری کر سکتے ہیں۔ جب انسان سچے دل، امید اور عاجزی کے ساتھ دعا کرتا ہے تو اس کے دل میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ بڑھتا ہے اور محبت بھی پیدا ہوتی ہے۔ یہی کیفیت عبادت کے مغز کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

دعا انسان کو اپنے رب کے قریب کر دیتی ہے۔ دل کو سکون ملتا ہے اور بندہ محسوس کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی ہر بات سنتے ہیں اور اس پر مہربانی فرماتے ہیں۔ دعا بندے اور اللہ تعالیٰ کے تعلق کو مضبوط بناتی ہے۔

جو شخص روزانہ دعا کرتا رہتا ہے، اس کا دل ہلکا اور مطمئن رہتا ہے، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں۔ یوں زندگی کا ہر لمحہ اس کے لیے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے اور ان سے مدد مانگنے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

حدیث - ۳

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ

انسان اُس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

نبی کریم ﷺ نے یہ بات ایک ایسے شخص سے فرمائی تھی جو نیک لوگوں سے بہت محبت کرتا تھا، لیکن اسے یہ احساس ہوتا تھا کہ وہ اُن جیسے عمل نہیں کر سکتا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کو تسلی دی کہ اگر محبت سچی ہو تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی بڑی قدر ہوتی ہے۔

قیامت کے دن انسان اُنہی لوگوں کے ساتھ کھڑا ہوگا جن سے وہ دنیا میں محبت کرتا تھا، چاہے اس کے اپنے عمل اُن جیسے نہ بھی ہوں۔

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتے ہیں : ﴿وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ ۚ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا﴾

ترجمہ " :جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں، وہ قیامت کے دن ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے، یعنی نبی، صدیق، شہید اور صالحین۔ اور یہ کتنی بہترین صحبت ہے"!

(سورۃ النساء، ۴:۶۹)

اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ نیک لوگوں سے محبت انسان کو اُن کے راستے کے قریب کر دیتی ہے۔

اسی طرح اگر کوئی بُرے لوگوں کو پسند کرے تو وہ اُن کی سوچ اور طریقے کے قریب ہو جاتا ہے، چاہے وہ خود اُن جیسے کام نہ بھی کرے۔

اسی لیے ضروری ہے کہ انسان اپنے دل کی حفاظت کرے، کیونکہ دل ہمیشہ اُس طرف مائل ہوتا ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے۔

حدیث- ۴

الأَنَاةُ مِنَ اللهِ وَالْعَجَلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ

سکون کیں سات کام کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اور جلدی بازی شیطان کی طرف سے ہے۔ (ترمذی)

یہ حدیث ہمیں سکھاتی ہے کہ صرف عبادت ہی نہیں، بلکہ روزمرہ کے کام بھی آرام سے اور سوچ سمجھ کر کرنے چاہئیں۔ جب انسان سکون کے ساتھ کام کرتا ہے تو کام بہتر ہوتا ہے، دل مطمئن رہتا ہے اور ذہن بھی زیادہ صحیح طریقے سے کام کرتا ہے۔

عبادت کے معاملے میں دل کو نیکی کی طرف جلدی مائل ہونا چاہیے، لیکن عمل ہمیشہ سکون، ادب اور وقار کے ساتھ ہونا چاہیے۔ نیکی کا شوق انسان کو تیار کرتا ہے، مگر کرنا وہی ہے جو آہستہ اور توجہ کے ساتھ ہو۔

اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنے والے لوگ سمجھتے ہیں کہ عبادت کا موقع آئے تو دل فوراً اس کی طرف رغبت کرے، لیکن جسم کو سکون کے ساتھ عمل کرنا چاہیے تاکہ عبادت میں ادب اور توجہ قائم رہے۔

مثال کے طور پر نماز کے لیے دوڑ کر جانا پسند نہیں کیا گیا، کیونکہ یہ بے توجہی اور جلد بازی پیدا کر دیتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ انسان گھر سے وضو کر کے معمول سے تھوڑا پہلے نکلے۔ جلدی نکلنا اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونے کی خواہش کو ظاہر کرتا ہے، اور آہستہ چلنا دل کو سکون اور ادب کے ساتھ عبادت کے لیے تیار کرتا ہے۔

حدیث - ۵

اَلْمَجَالِسُ بِالأَمَانَةِ

مجلس کی بات امانت ہوتی ہے۔ (ابو داود)

جو بات کوئی شخص کسی مجلس میں سنتا یا دیکھتا ہے، اسے چاہیے کہ وہ بات اپنے پاس رکھے۔ مجلس کا راز رکھنا اچھے اخلاق میں شمار ہوتا ہے، اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دوسروں کی عزت اور حفاظت کا خیال رکھنے کی تعلیم دی ہے۔

جب ایک مومن کسی کی بات کو امانت سمجھ کر چھپا لیتا ہے تو وہ نبی کریم ﷺ کے خوبصورت اخلاق پر عمل کر رہا ہوتا ہے۔

لیکن اس روایت میں تین ایسی صورتوں کا ذکر ہے جن میں خاموش رہنا درست نہیں ہوتا۔ اگر کسی مجلس میں کسی کو قتل کرنے کی بات ہو، کسی عورت کو نقصان پہنچانے کا ارادہ ہو، یا کسی کا مال چوری کرنے کا منصوبہ بنایا جا رہا ہو تو ایسے وقت میں چپ رہنا جائز نہیں ہے۔ اس موقع پر بولنا اور نقصان کو روکنا ضروری ہوتا ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے جان، عزت اور مال کی حفاظت کی تعلیم دی ہے۔

ان تین باتوں کے علاوہ، ایک مومن کو چاہیے کہ وہ مجلس میں سنی ہوئی بات کو امانت سمجھ کر اپنے پاس رکھے۔ راز کی حفاظت لوگوں کے درمیان بھروسہ مضبوط کرتی ہے، اور بندہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاتا ہے کیونکہ وہ نبی کریم ﷺ کی سنت پر عمل کر رہا ہوتا ہے۔

حدیث - ۶

اَلْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الإِيمَانِ

حیا ایمان کا ایک حصہ ہے۔ (بخاری، مسلم)

نبی کریم ﷺ نے ہمیں بتایا ہے کہ حیا ایمان کے سب سے قیمتی حصوں میں سے ایک ہے۔ اصلی حیا صرف شرمانا نہیں ہوتا، بلکہ یہ ایک خوبصورت صفت ہے جو ایمان سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ دل میں ایسی روشنی پیدا کرتی ہے جو انسان کو گناہ سے بچاتی ہے اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتی رہتی ہے۔

بعض لوگ سمجھانے کے لیے کہتے ہیں: "ایسی جگہ مت جاؤ جہاں اللہ تعالیٰ نے جانے سے منع کیا ہے۔" یہ بات اصل حیا کو بہت آسان لفظوں میں بیان کرتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود **رضي الله عنه** روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
"اللہ تعالیٰ سے ویسی ہی شرم کرو جیسا اس کا حق ہے۔"

آپ ﷺ نے سمجھایا کہ اصلی حیا یہ ہے کہ انسان اپنے خیالات، اپنی زبان، اپنی خواہشوں اور اپنے دل کو پاک رکھے، اور ہمیشہ یاد رکھے کہ موت اور آخرت بہت قریب ہیں۔

حیا کا مطلب یہ بھی ہے کہ انسان حد سے آگے نہ بڑھے اور یہ سوچ کر زندگی گزارے کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت اسے دیکھ رہا ہے۔ جب مومن یہ بات اپنے دل میں رکھتا ہے تو اس کا دل نرم ہو جاتا ہے، اس کے کام بہتر ہو جاتے ہیں، اور اس میں وہ حیا پیدا ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔

ایسی حیا مومن کی حفاظت کرتی ہے۔ یہ اس کی آنکھوں کو غلط چیزوں سے بچاتی ہے، اس کی زبان کو برے لفظوں سے روکتی ہے، اور اس کے دل کو غلط راستے پر جانے سے محفوظ رکھتی ہے۔

حیا کی یہ خوبصورت صفت انسان کے اندر ایک سچی شرافت پیدا کرتی ہے، جو دکھاتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو چاہنے والا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کو دل سے پسند کرتا ہے۔

حدیث - ۷

أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللهِ مَسَاجِدُهَا، وَأَبْغَضُ الْبِلَادِ إِلَى اللهِ أَسْوَاقُهَا

اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محبوب جگہیں مسجدیں ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ جگہیں بازار ہیں۔ (مسلم)

مسجدیں اللہ تعالیٰ کو اس لیے محبوب ہیں کہ وہاں اس کا نام لیا جاتا ہے، اس کی عبادت کی جاتی ہے، اور دل اطاعت، عاجزی اور اخلاص کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ مسجد میں انسان دنیا کی مصروفیات سے ہٹ کر اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے کی کوشش کرتا ہے، نماز، ذکر اور علم کے ذریعے اپنے ایمان کو مضبوط کرتا ہے۔

اس کے برعکس بازار وہ جگہیں ہیں جہاں لوگ زیادہ تر دنیا کے فائدے میں مشغول رہتے ہیں۔ وہاں اکثر لالچ، بے ایمانی، دھوکا اور غفلت پائی جاتی ہے۔ مال کی محبت اور نفع کی دوڑ کی وجہ سے ایسے مقامات پر شیطان کا اثر زیادہ ہو جاتا ہے۔

اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ تجارت کرنا ناپسندیدہ ہے، کیونکہ اسلام میں حلال روزی کمانے کی ترغیب دی گئی ہے۔ بلکہ اس حدیث کا مقصد یہ سمجھانا ہے کہ کسی جگہ کا روحانی ماحول انسان کے دل پر اثر ڈالتا ہے۔

اللہ کی یاد والی جگہیں ایمان کو بڑھاتی ہیں، جبکہ دنیاوی مشاغل والی جگہوں میں انسان کو زیادہ ہوشیاری، احتیاط اور اپنے نفس پر قابو رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح، ۲:۴۰۰)

حدیث - ۸

الْمُؤْمِنُ غِرٌّ كَرِيمٌ وَالْفَاجِرُ خَبٌّ لَئِيمٌ

مؤمن سادہ دل اور شریف ہوتا ہے، اور گناہگار دھوکے باز اور بُرے مزاج کا ہوتا ہے۔ (ابو داود، ترمذی(

یہ حدیث ہمیں بتاتی ہے کہ مومن کا دل صاف اور سیدھا ہوتا ہے، جبکہ گناہگار کا دل بگڑ جاتا ہے۔ سچا مومن سچ بولتا ہے، ایمانداری سے رہتا ہے، اور دوسروں کے ساتھ نرمی سے پیش آتا ہے۔ اس کا دل نرم ہوتا ہے، اسی لیے کبھی کبھی لوگ اس کا فائدہ بھی اٹھا لیتے ہیں، مگر یہ اس کے اچھے دل اور اللہ تعالیٰ پر بھروسے کی علامت ہے۔

گناہگار انسان اس کے برعکس ہوتا ہے۔ وہ دھوکا دیتا ہے، بری نیت سے کام کرتا ہے، اور کسی پر بھروسہ نہیں کرتا، کیونکہ اس کا دل شک اور بدگمانی سے بھرا ہوتا ہے۔ ایسی عادت اسے سخت دل اور **صرف اپنے بارے میں سوچنے والا** بنا دیتی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ایسے شخص کو ''لئیم'' کہا ہے، یعنی وہ انسان جو بری طبیعت اور برے اخلاق والا ہو۔ مومن اس کے بالکل اُلٹ ہوتا ہے، کیونکہ وہ سچائی، نرمی اور صاف نیت کے ساتھ زندگی گزارتا ہے۔

یہ حدیث ہمیں سکھاتی ہے کہ اصل اچھائی انسان کے دل میں ہوتی ہے۔ مومن اپنا دل صاف، نرم اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے بھرا رکھتا ہے، اور جو اللہ تعالیٰ سے دور ہو جائے اس کا دل سخت اور بے چین ہو جاتا ہے۔

حدیث۔ ۹

الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَّوْمَ الْقِيَامَةِ

ظلم قیامت کے دن اندھیروں کی شکل میں سامنے آئے گا۔ (بخاری)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ظلم گہرے اندھیرے کی شکل میں نظر آئے گا، جبکہ نیک لوگوں کے اچھے عمل روشن چراغ کی طرح چمکیں گے۔ ظلم کرنے والا انسان دنیا میں بھی پریشانی اور دکھ کا سامنا کرتا ہے، اور آخرت میں بھی اسے اندھیرے کا سامنا کرنا پڑے گا۔

ظلم کا مطلب ہے کسی کے ساتھ ناانصافی کرنا یا کسی چیز کو اس کی صحیح جگہ سے ہٹا دینا۔ اس میں ہر قسم کا بُرا کام شامل ہے۔ سب سے بڑا ظلم شرک ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا۔ اس کے بعد بڑے گناہ آتے ہیں، پھر چھوٹے گناہ، اور ہر گناہ انسان کے دل کو کمزور اور خراب کرتا جاتا ہے۔

لوگوں پر ظلم کرنا بھی ظلم ہی ہے، جیسے کسی کی عزت، جان یا مال کو غلط طریقے سے نقصان پہنچانا۔ ایسے کام انسان کے دل میں اندھیرا بھر دیتے ہیں، اور قیامت کے دن یہ اندھیرا مزید بڑھ جائے گا۔

یہ حدیث ہمیں سکھاتی ہے کہ ہمیشہ سیدھی راہ پر چلیں، لوگوں کے ساتھ نرمی اور انصاف سے پیش آئیں، اور کسی کو نقصان نہ پہنچائیں۔ جب انسان اچھائی پر قائم رہتا ہے تو اس کا راستہ اللہ تعالیٰ کی طرف روشنی سے بھر جاتا ہے، اندھیرے سے نہیں۔

حدیث- ۱۰

الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ

دنیا مؤمن کے لیے قید جیسی ہے، اور کافر کے لیے جنت جیسی۔ (مسلم، ترمذی)

مؤمن کے لیے یہ دنیا قید کی طرح ہوتی ہے، کیونکہ آخرت میں اسے اس سے کہیں زیادہ خوشی، سکون اور آزادی ملے گی۔ دنیا کی مشکلیں ایک مومن کو چھوٹی لگتی ہیں جب وہ جنت کی نعمتوں کے بارے میں سوچتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی امید رکھتا ہے۔

کافر کے لیے یہ دنیا جنت جیسی لگتی ہے، کیونکہ وہ آخرت کی سزا پر ایمان نہیں رکھتا اور دنیا کے مزوں کو ہی اصل سمجھ لیتا ہے۔

یہ حدیث ہمیں بتاتی ہے کہ اصل سکون اور اصل زندگی آخرت میں ہے۔ نیک لوگ دنیا کی فضول باتوں سے بچ کر اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کرتے ہیں، کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اصل بدلہ وہاں ملے گا۔

ایک مشہور واقعہ ہے کہ مدینہ میں ایک امیر مسلمان سے ایک غریب یہودی نے کہا:
"تم تو آرام میں ہو، پھر دنیا تمہارے لیے قید کیسے ہے؟"

مسلمان نے جواب دیا:
"مجھے یہاں جو آرام ملا ہے، وہ جنت کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔
اور تمہیں یہاں جو تکلیف ہے، وہ اس سزا کے مقابلے میں کچھ نہیں
جو آخرت میں اُن لوگوں کو ملے گی جو اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتے۔"

اس جواب سے حدیث کا مطلب بہت واضح ہو جاتا ہے۔

حدیث-۱۱

اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلَی

دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

نبی کریم ﷺ نے ہمیں سکھایا کہ دوسروں کو دینا بہت اچھی بات ہوتی ہے۔
جو شخص دیتا ہے، وہ اس شخص سے اچھا ہوتا ہے جو صرف لیتا ہے۔

جب کوئی انسان کسی کو کچھ دے سکتا ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے زیادہ دیا ہے۔ اس لیے وہ دوسروں کی مدد کر سکتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت ہوتی ہے۔ جو شخص مدد مانگتا ہے، وہ مشکل میں ہوتا ہے۔ اور جو شخص مدد دیتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے آسان حالت میں رکھا ہوتا ہے۔

اسلام ہمیں سکھاتا ہے کہ جتنا ہو سکے لوگوں کی مدد کرو۔
چھوٹی سی چیز دینے سے بھی دل خوش ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے قریب لے جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ جو کچھ تم اللہ کے لیے خرچ کرو گے، اللہ تعالیٰ تمہیں اس سے بہتر واپس دے گا۔
کبھی دنیا میں، کبھی آخرت میں، اور کبھی دونوں جگہ۔

نیک مومن ہر موقع استعمال کرتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کو راضی کر سکے۔ دینا صرف دوسروں کی مدد نہیں ہوتا۔
یہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا ہوتا ہے، اور نبی کریم ﷺ کی تعلیمات پر چلنا ہوتا ہے۔

حدیث-۱۲

الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ

صفائی ایمان کا آدھا حصہ ہے۔ (مسلم)

کچھ علماء فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں "ایمان" سے مراد نماز ہے، کیونکہ نماز صفائی کے بغیر درست نہیں ہوتی۔ اسی وجہ سے صفائی کو ایمان کا آدھا حصہ کہا گیا ہے۔

کچھ علماء یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ جس طرح ایمان انسان کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے، اسی طرح وضو کرنے سے چھوٹے گناہ دھل جاتے ہیں۔ یہ دونوں باتیں اس بات کو واضح کرتی ہیں کہ صفائی مومن کی زندگی میں کتنی اہم ہے۔

یہ حدیث ہمیں سکھاتی ہے کہ انسان کو اپنے دل، اپنے عمل اور اپنے جسم کو صاف رکھنا چاہیے۔ صفائی صرف جسم کو پانی سے دھونے کا نام نہیں، بلکہ دل کو گناہوں، بری عادتوں اور غلط نیتوں سے پاک رکھنا بھی صفائی ہے۔

جب مومن اللہ تعالیٰ کے سامنے صاف جسم اور صاف دل کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے تو اس کی عبادت میں نور آ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کا تعلق مزید مضبوط ہو جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے اپنے عمل کے ذریعے ہمیں صفائی کی اہمیت سکھائی۔ آپ ﷺ ہمیشہ صفائی کو پسند فرماتے تھے اور امت کو یہ بات بتائی کہ ظاہری صفائی اور دل کی صفائی، دونوں ایمان کا حصہ ہیں۔

ہر بار جب مسلمان اخلاص کے ساتھ وضو کرتا ہے تو صرف جسم کی میل نہیں دھلتی، بلکہ دل نرم ہوتا ہے، برائیاں دور ہوتی ہیں، اور بندہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ادب اور توجہ کے ساتھ کھڑے ہونے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔

حدیث-۱۳

الجَرَسُ مَزَامِيرُ الشَّيْطَانِ

گھنٹیاں شیطان کی آواز کی طرح ہوتی ہیں۔ (مسلم)

یہ حدیث ہمیں سمجھاتی ہے کہ بار بار بجنے والی گھنٹیاں انسان کا دھیان اللہ تعالیٰ کی یاد سے ہٹا دیتی ہیں۔ گھنٹیوں کی آواز ذہن کو بھٹکا دیتی ہے، اچھی سوچ کو کمزور کر دیتی ہے، اور دل کی توجہ کو توڑ دیتی ہے۔

حدیث میں "آواز" کا لفظ اس لیے آیا ہے کہ گھنٹیاں مسلسل آواز پیدا کرتی ہیں، اور یہی لگاتار آواز انسان کا دھیان ہٹا دیتی ہے۔

جس طرح کچھ آوازیں دل کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے دور کر دیتی ہیں، اسی طرح گھنٹیوں کا بار بار بجنا بھی انسان کو غفلت میں ڈال دیتا ہے۔

نبی کریم ﷺ ہمیں یہ تعلیم دیتے ہیں کہ اپنے دل اور اپنے ذہن کو ان چیزوں سے بچائیں جو اللہ تعالیٰ کی یاد میں رکاوٹ بن جائیں، تاکہ دل ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے۔

حدیث-۱۴

الطَّاعِمُ الشَّاكِرُ كَالصَّائِمِ الصَّابِرِ

جو انسان کھانا کھائے اور شکر کرے، وہ اُس شخص کی طرح ہوتا ہے جو روزہ رکھے اور صبر کرے۔

(ترمذی، دارمی(

جو شخص کھانا کھانے سے پہلے اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہے اور کھانے کے بعد اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوتے ہیں۔ ایسا انسان ہر نعمت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھتا ہے اور دل سے خوش ہوتا ہے۔

روزہ رکھنے والا انسان صبر کرتا ہے۔ وہ دن بھر اُن چیزوں سے دور رہتا ہے جو روزہ توڑ دیتی ہیں، اور یہ بات اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔

اس حدیث سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ شکر اور صبر دونوں بہت خوبصورت عادتیں ہیں، اور اللہ تعالیٰ دونوں پر اجر عطا فرماتے ہیں۔ حالانکہ روزے کا اجر بہت زیادہ ہے، لیکن جو شخص شکر کے ساتھ کھانا کھاتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے بھی عزت عطا فرماتے ہیں۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ کھانے سے پہلے اور بعد میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھتا ہے۔ یوں دونوں انسان اللہ تعالیٰ کی طرف ہی بڑھ رہے ہوتے ہیں، ایک شکر کے ذریعے اور دوسرا صبر کے ذریعے۔

حدیث-۱۵

البَادِئُ بِالسَّلَامِ بَرِيْءٌ مِّنَ الْكِبْرِ

جو شخص پہلے سلام کرے، وہ تکبّر سے پاک ہوتا ہے۔ (شعب الایمان)

سلام میں پہل کرنا اچھے دل کی نشانی ہے۔ جو شخص خود سلام کرتا ہے، وہ اپنے دل سے تکبّر کو دور کرتا ہے۔ تکبّر انسان کو روکتا ہے کہ وہ دوسروں سے بات کی ابتدا کرے، جبکہ سلام میں پہل کرنا نرمی اور اچھائی کو ظاہر کرتا ہے۔

سلام کا آغاز محبت کو بڑھاتا ہے، لوگوں کو قریب لاتا ہے اور دلوں کو جوڑتا ہے۔ یہ اچھے اخلاق اور سچی نیت کی علامت ہے، بالکل ویسے ہی جیسے نبی کریم ﷺ نے ہمیں سکھایا ہے۔

حدیث-۱۶

السِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ

مسواک منہ کو پاک کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرتی ہے۔) بخاری، نسائی، دارمی(

اس حدیث سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ مسواک کرنا کتنی قیمتی سنت ہے۔ مسواک منہ کو صاف کرتی ہے، دانتوں کو مضبوط بناتی ہے، اور منہ میں خوشبو پیدا کرتی ہے۔ یہ عمل اللہ تعالیٰ کو بھی پسند ہے، کیونکہ اسلام ہمیں ہمیشہ صفائی اور پاکیزگی کا درس دیتا ہے۔

نبی کریم ﷺ مسواک کا بہت اہتمام فرماتے تھے، خاص طور پر نماز سے پہلے اور نیند سے بیدار ہونے کے بعد۔ حضرت عائشہ رضي اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب بھی نیند سے اٹھتے تو سب سے پہلے مسواک استعمال فرماتے تھے۔

یہی نہیں، بلکہ اپنی زندگی کے آخری لمحات میں بھی نبی کریم ﷺ نے مسواک استعمال فرمائی، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سنت آپ ﷺ کو کتنی محبوب تھی۔

جب ہم مسواک کرتے ہیں اور اپنے منہ کو صاف رکھتے ہیں تو ہمیں ظاہری فائدہ بھی حاصل ہوتا ہے اور باطنی فائدہ بھی۔ منہ پاک ہوتا ہے، عبادت بہتر ہوتی ہے، اور اللہ تعالیٰ کی رضا بھی نصیب ہوتی ہے۔ یوں ایک چھوٹا سا عمل بھی اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا ذریعہ بن جاتا ہے اور ہماری عبادت کو پاک اور خوبصورت بنا دیتا ہے۔

حدیث - ۱۷

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ

مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ (بخاری، مسلم)

یہ حدیث ہمیں بتاتی ہے کہ اصل مسلمان وہ ہے جس سے لوگوں کو سکون ملے اور جس کی وجہ سے دوسروں کے لیے آسانی پیدا ہو۔ مسلمان نہ بُرا بولتا ہے، نہ جھوٹ بولتا ہے، اور نہ ہی کسی کا دل دکھاتا ہے۔ اس کی باتیں نرم ہوتی ہیں اور اس کے کام کسی کو تکلیف نہیں دیتے۔

اسلام ہمیں سکھاتا ہے کہ زندگی کے ہر معاملے میں بھلائی اور نرمی اختیار کی جائے۔ جب مومن اپنی زبان اور اپنے ہاتھ کو قابو میں رکھتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ صفات، یعنی رحم اور مہربانی، کو ظاہر کرتا ہے۔

جو شخص دوسروں کو اپنے بول یا اپنے کام سے تکلیف پہنچاتا ہے، اس کا ایمان کمزور ہو جاتا ہے اور لوگ بھی اس سے دور رہنا چاہتے ہیں۔ یہ حدیث ہمیں یاد دلاتی ہے کہ اچھا اخلاق اس بات سے پہچانا جاتا ہے کہ ہم لوگوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کرتے ہیں۔ مومن کی کوشش ہوتی ہے کہ لوگ اس کے ساتھ عزت اور آرام محسوس کریں۔

جس مسلمان کی موجودگی سے لوگوں کو سکون ملتا ہو، وہ انسان اللہ تعالیٰ کا بھی محبوب بن جاتا ہے اور لوگوں کا بھی۔

حدیث-۱۸

اَلْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَّكَ أَوْ عَلَيْكَ

قرآن یا تو تمہارے حق میں گواہی دے گا یا تمہارے خلاف۔) مسلم(

یہ حدیث ہمیں بتاتی ہے کہ قیامت کے دن قرآن اُس شخص کے حق میں بات کرے گا جس نے اس کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے اپنی زندگی گزاری ہو۔ جو انسان قرآن کو مانتا ہے، اسے پڑھتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے، قرآن اس کے حق میں گواہی دے گا اور اس کی مدد کرے گا۔

لیکن جس شخص نے قرآن کو چھوڑ دیا، نہ اسے پڑھا، نہ سمجھا، اور نہ اس پر عمل کیا، تو یہی قرآن قیامت کے دن اس کے خلاف گواہی دے گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضي الله عنہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن قرآن اس شخص کی رہنمائی کرے گا جس نے اسے پڑھا اور اس پر عمل کیا، اور اسے جنت کی طرف لے جائے گا۔ اور جس نے قرآن کو چھوڑ دیا، قرآن اس کے خلاف بات کرے گا اور اسے سزا کی طرف لے جائے گا۔

یہ حدیث ہمیں یاد دلاتی ہے کہ قرآن صرف تلاوت کے لیے نہیں، بلکہ ہماری پوری زندگی گزارنے کا راستہ ہے۔

حدیث-۱۹

الْوَحْدَةُ خَيْرٌ مِّنْ جَلِيْسِ السُّوءِ، وَالْجَلِيسُ الصَّالِحُ خَيْرٌ مِّنَ الْوَحْدَةِ، وَإِمْلَاءُ الْخَيْرِ خَيْرٌ مِّنَ السُّكُوتِ، وَالسُّكُوتُ خَيْرٌ مِّنْ إِمْلَاءِ الشَّرِّ

بری صحبت سے تنہائی بہتر ہے، اور اچھی صحبت تنہائی سے بہتر ہے۔ اچھی بات کہنا خاموش رہنے سے بہتر ہے، اور بُری بات کہنے سے خاموش رہنا بہتر ہے۔)مستدرک، شعب الإیمان(

یہ حدیث ہمیں سکھاتی ہے کہ انسان کو اپنی صحبت سوچ سمجھ کر رکھنی چاہیے۔ اگر کوئی ایسے لوگوں کے ساتھ ہو جو اسے بُری باتوں، گناہ یا غفلت کی طرف لے جاتے ہوں، تو ایسی صورت میں اکیلا رہنا بہتر ہوتا ہے۔

لیکن اگر نیک اور اچھے لوگ مل جائیں، تو اُن کی صحبت اکیلے رہنے سے کافی بہتر ہوتی ہے۔ اچھی صحبت دل کو مضبوط کرتی ہے، عادتوں کو اچھا بناتی ہے، اور اللہ تعالیٰ کی یاد کو آسان کرتی ہے۔

یہ حدیث ہمیں بولنے کا طریقہ بھی سکھاتی ہے۔ اگر بات کہنے سے فائدہ ہو، کسی کو بھلائی پہنچے، یا کسی کا دل خوش ہو، تو ایسی بات کہنا بہتر ہوتا ہے۔ لیکن اگر بولنے سے کسی کو تکلیف ہو، دل دُکھے، یا گناہ ہو، تو خاموش رہنا بہتر ہوتا ہے۔

اس حدیث سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ مومن اپنی دوستی اور اپنی بات دونوں کا خیال رکھتا ہے۔ وہ وہی راستہ پسند کرتا ہے جس سے دل صاف رہے اور اللہ تعالیٰ راضی ہوں۔

حدیث-۲۰

التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهُ

جو شخص گناہ سے توبہ کر لیتا ہے، وہ ایسے ہوتا ہے جیسے اس کا کوئی گناہ نہ ہو۔)ابنِ ماجہ، طبرانی(

یہ حدیث ہمیں بتاتی ہے کہ جب انسان اللہ تعالیٰ سے سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں، اور وہ ایسا ہو جاتا ہے جیسے اس نے وہ گناہ کبھی کیے ہی نہ ہوں۔ جس شخص نے گناہ نہ کیا ہو، اس سے کوئی سوال نہیں ہوتا، اور اسی طرح جو شخص توبہ کر لے، اس سے بھی اُن گناہوں کا سوال نہیں ہوگا جنہیں اس نے چھوڑ دیا اور جن پر اس نے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لی۔

یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی رحمت اور اس کی وسیع معافی کو ظاہر کرتا ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ جس شخص نے گناہ نہ کیے ہوں، اس کی اپنی ایک فضیلت ہوتی ہے، اور جو شخص توبہ کر لیتا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاتا ہے، کیونکہ وہ اپنی غلطی چھوڑ کر بہتر زندگی کی طرف آتا ہے۔

یہ حدیث ہمیں امید دلاتی ہے کہ چاہے انسان سے کتنی ہی غلطیاں کیوں نہ ہو جائیں، اگر وہ سچی توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اسے پھر سے پاک کر دیتے ہیں اور اپنے قریب کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی سب سے بہتر جانتے ہیں۔

حدیث-۲۱

الِاقْتِصَادُ فِي النَّفَقَةِ نِصفُ الْمَعِيْشَةِ، وَالتَّوَدُّدُ إِلَى النَّاسِ نِصفُ الْعَقْلِ، وَحُسْنُ السُّؤَالِ نِصفُ الْعِلْمِ

خرچ میں اعتدال رکھنا آدھی زندگی ہے، لوگوں سے نرمی اور محبت سے پیش آنا آدھی عقل ہے، اور اچھے طریقے سے سوال کرنا آدھا علم ہے۔)شعب الایمان(

یہ حدیث ہمیں زندگی کی تین اہم باتیں سکھاتی ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ پیسہ درست طریقے سے استعمال کیا جائے۔ اسلام ہمیں سکھاتا ہے کہ نہ تو فضول خرچی کی جائے اور نہ ہی اتنا روک لیا جائے کہ خود یا دوسروں کے لیے مشکل پیدا ہو جائے۔ جب انسان پیسہ سوچ سمجھ کر خرچ کرتا ہے تو اس کی زندگی میں سکون اور برکت آتی ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتے ہیں : ﴿وَالَّذِينَ إِذَا أَنفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا﴾

ترجمہ: "اور وہ لوگ کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ کنجوسی، بلکہ ان کا خرچ ان دونوں کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے"۔ (سورۃ الفرقان، ۲۵:۶۷)

دوسری بات یہ ہے کہ لوگوں کے ساتھ نرمی اور محبت سے پیش آیا جائے۔ جب انسان نرم لہجے میں بات کرتا ہے اور دوسروں کو عزت دیتا ہے تو اس کی سمجھ میں اضافہ ہوتا ہے۔ اچھا برتاؤ انسان کو ادب سکھاتا ہے اور اس کی زندگی کو بہتر بنا دیتا ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ سوال سوچ سمجھ کر کیا جائے۔ علم اسی وقت بڑھتا ہے جب انسان صحیح طریقے سے سوال پوچھتا ہے۔ اچھا سوال صحیح جواب تک پہنچنے میں مدد دیتا ہے اور بات کو بہتر طور پر سمجھنے میں آسانی پیدا کرتا ہے۔

یہ حدیث ہمیں بتاتی ہے کہ پیسے کا درست استعمال، لوگوں کے ساتھ نرمی، اور سمجھ بوجھ کے ساتھ سیکھنا، یہ سب اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں اور ایک عقلمند مومن کی پہچان ہیں۔

حدیث-۲۲

الكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ، وَالْعَاجِزُ مَنْ أَتْبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا تَمَنّٰی عَلَی اللّٰهِ

عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کو قابو میں رکھے اور موت کے بعد کی زندگی کے لیے عمل کرے، اور بے وقوف وہ ہے جو اپنی خواہشوں کے پیچھے چلتا رہے اور بس اللہ تعالیٰ سے امیدیں لگائے رکھے۔

)ترمذی، ابن ماجہ(

یہ حدیث ہمیں سکھاتی ہے کہ اصل عقل مند وہ ہے جو اپنی خواہشوں کو قابو میں رکھ کر اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں زندگی گزارتا ہے۔ وہ آخرت کو یاد رکھتا ہے اور اس کی تیاری کے لیے نیک عمل کرتا ہے، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ ہر فیصلے کا انجام ہوتا ہے۔

بے عقل انسان ہر خواہش کے پیچھے چل پڑتا ہے۔ وہ بار بار کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بہت رحم کرنے والے ہیں اور معافی مل جائے گی، لیکن اپنے گناہ چھوڑنے کی کوشش نہیں کرتا۔ ایسے لوگ قرآن کی اُن آیات کو بھول جاتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے رحمت کے ساتھ عذاب کا بھی ذکر فرمایا ہے۔

علماء بیان کرتے ہیں کہ انسان کا نفس اُس گھوڑے کی طرح ہے جو اپنی مرضی سے دوڑتا رہتا ہے۔ اگر اسے قابو میں رکھا جائے تو فائدہ دیتا ہے، اور اگر چھوڑ دیا جائے تو نقصان پہنچاتا ہے۔

یہ حدیث ہمیں بتاتی ہے کہ عقل مندی اسی میں ہے کہ انسان اپنے نفس کو سنبھالے، سچی توبہ کرے، اور آخرت کی تیاری کرے۔ خواہشوں کے پیچھے چلنا انسان کو مشکل میں ڈال دیتا ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر چلنا انسان کو سکون اور عزت عطا کرتا ہے۔

حدیث۔ ۲۳

الْمُؤْمِنُ مَأْلَفٌ وَّلَا خَيْرَ فِيمَنْ لَّا يَأْلَفُ وَلَا يُؤْلَفُ

مومن وہ ہوتا ہے جو لوگوں کے ساتھ محبت سے ملتا ہے، اور لوگ بھی اس کے ساتھ محبت سے پیش آتے ہیں۔ اور جس انسان کا لوگوں کے ساتھ میل جول نہ ہو، اور لوگ بھی اس کے ساتھ رہنا پسند نہ کریں، اس میں کوئی بھلائی نہیں ہوتی)۔ مستدرک، بیہقی، شعب الایمان(

یہ حدیث ہمیں سکھاتی ہے کہ مومن کا مزاج نرم ہوتا ہے اور وہ محبت کے ساتھ لوگوں سے ملتا ہے۔ وہ لوگوں کو توڑنے کے بجائے جوڑتا ہے، اور اپنے اچھے اخلاق کے ذریعے دلوں کو قریب لاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتے ہیں:

﴿وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا ۚ وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا﴾

ترجمہ:" اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور جدا جدا نہ ہو جاؤ، اور اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، پھر اس نے تمہارے دل جوڑ دیے، تو تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے۔"

(سورۃ آلِ عمران، ۳:۱۰۳)

جب مسلمان ایک دوسرے سے مسکرا کر، نرمی سے اور اچھے طریقے سے ملتے ہیں تو دل مضبوط ہوتے ہیں اور محبت بڑھتی ہے۔ مومن اس انداز سے پیش آتا ہے کہ دوسرے لوگ اس کے ساتھ سکون اور عزت محسوس کریں، اور یہی رویّہ لوگوں کے درمیان مہربانی اور بھلائی کو پھیلاتا ہے۔

یہ حدیث ہمیں یاد دلاتی ہے کہ اچھا اخلاق صرف عبادت تک محدود نہیں، بلکہ اس میں یہ بھی شامل ہے کہ ہم لوگوں سے کیسے بات کرتے ہیں، کیسے پیش آتے ہیں، اور کیسے محبت اور بھلائی کے ساتھ رشتہ رکھتے ہیں — اور یہ سب صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہوتا ہے۔

حدیث - ۲۶

الغِنَاءُ يُنْبِتُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ كَمَا يُنْبِتُ الْمَاءُ الزَّرْعَ

گانا دل میں نفاق کو اُگاتا ہے، جیسے پانی پودے کو اُگاتا ہے۔) بیہقی، شعب الایمان(

یہ حدیث ہمیں سکھاتی ہے کہ گانا سننا دل پر منفی اثر ڈالتا ہے۔ جب انسان گانوں میں زیادہ مشغول ہو جاتا ہے تو اس کا دل آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے دور ہونے لگتا ہے۔ جس طرح پانی سے پودے اُگتے ہیں، اسی طرح گانے دل میں بری باتوں کو بڑھانے لگتے ہیں۔

قرآنِ کریم ہمیں ان چیزوں سے بچنے کی ہدایت دیتا ہے جو ہمیں سچائی اور بھلائی سے دور کر دیں۔ پہلے بزرگ رحمۃ اللہ علیہم فرمایا کرتے تھے کہ گانا اکثر انسان کو سیدھے راستے سے ہٹا دیتا ہے۔

اگر انسان اپنے دل کو قرآن، ذکر اور نیک اعمال سے بھر لے تو اس کا ایمان مضبوط ہوتا ہے اور دل کی کمزوریاں کم ہو جاتی ہیں۔

اس حدیث کا پیغام یہ ہے کہ انسان کو اپنے دل کی حفاظت کرنی چاہیے، اور ان چیزوں کو اختیار کرنا چاہیے جو اسے اللہ تعالیٰ کے قریب لے جائیں، نہ کہ ان چیزوں کو جو دل کو غفلت میں ڈال دیں۔

حدیث-۲۵

اَلتُّجَّارُ يُحْشَرُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فُجَّارًا إِلَّا مَنِ اتَّقٰى وَبَرَّ وَصَدَقَ

تاجر قیامت کے دن گنہگار اُٹھائے جائیں گے، سوائے اُن لوگوں کے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے، نیک تھے اور سچ بولتے تھے۔ (ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

یہ حدیث ہمیں بتاتی ہے کہ بہت سے تاجر خرید و فروخت میں ایمانداری کا خیال نہیں رکھتے۔ بعض لوگ مال کی خرابی چھپا لیتے ہیں، یا ایسی بات کہہ دیتے ہیں جو سچ نہیں ہوتی۔ اس طرح وہ دوسروں کو نقصان پہنچاتے ہیں اور گناہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ جو تاجر اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہو، وہ ہمیشہ سچ بولتا ہے اور کسی کو دھوکا نہیں دیتا۔ نیک تاجر صاف اور واضح بات کرتا ہے، ایمانداری کے ساتھ مال بیچتا ہے، اور ہر خریدار سے محبت اور عزت کے ساتھ پیش آتا ہے۔ ایسے لوگ لالچ سے اپنے دل کو بچاتے ہیں، اسی لیے وہ سخت پکڑ سے محفوظ رہتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو تاجر سچا اور ایماندار ہو گا، وہ قیامت کے دن انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔ یہ بہت بڑی عزت ہے اور اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ایمانداری کس قدر پسند ہے۔

یہاں "تاجر" سے مراد ہر وہ شخص ہے جو خرید و فروخت کے ذریعے اپنا کام چلاتا ہے، چاہے وہ دکاندار ہو، کاروباری ہو یا بیچنے والا ہو، سب اس میں شامل ہیں۔

مومن یہ بات یاد رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر کام کو دیکھ رہا ہے اور ہر بات کا حساب ہوگا۔ جب تاجر اس احساس کے ساتھ اپنا کام کرتا ہے تو اس کی تجارت عبادت بن جاتی ہے اور اس میں برکت پیدا ہو جاتی ہے۔

حدیث-۲۶

التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الْأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ

سچا اور ایماندار تاجر قیامت کے دن انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔)ترمذی، دارمی، دارقطنی(

یہ حدیث ہمیں بتاتی ہے کہ جو تاجر ایمانداری کے ساتھ کام کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا مقام بہت بلند ہوتا ہے۔ ایسا تاجر صاف نیت کے ساتھ کام کرتا ہے، سچ بولتا ہے، اور لوگوں کی امانت کی حفاظت کرتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا تاجر قیامت کے دن انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔ یہ ان لوگوں کے لیے بہت بڑی عزت ہے جو اپنا رزق حلال طریقے سے کماتے ہیں اور کسی کے ساتھ دھوکا نہیں کرتے۔

سچا تاجر لوگوں سے عزت اور نرمی کے ساتھ پیش آتا ہے، مال درست طریقے سے بیچتا ہے، اور ہر خریدار سے محبت کے ساتھ بات کرتا ہے۔ ایسے لوگ جھوٹ، دھوکا اور ناانصافی سے دور رہتے ہیں۔

یہ حدیث ہمیں سکھاتی ہے کہ ایمانداری ہر کام میں ضروری ہے۔ جب انسان اپنی کمائی کو پاک رکھتا ہے، دوسروں کو نقصان نہیں پہنچاتا، اور اپنے وعدے پورے کرتا ہے تو اس کا کام عبادت بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوتے ہیں۔

حدیث - ۲۷

آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ

منافق کی علامتیں تین ہیں: جب وہ بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے، اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو وہ خیانت (دھوکا) کرے۔ (بخاری، مسلم)

یہ حدیث ہمیں بتاتی ہے کہ جھوٹ بولنا، وعدہ توڑنا اور امانت میں خیانت کرنا منافقوں کی علامتیں ہیں۔ جو شخص ان عادتوں میں مبتلا ہو جاتا ہے، اس کا دل آہستہ آہستہ کمزور ہوتا جاتا ہے اور لوگوں کا اس پر سے اعتماد اٹھ جاتا ہے۔

علماء بیان کرتے ہیں کہ نفاق کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک نفاقِ ایمان، جس میں انسان دل سے مسلمان نہ ہو لیکن ظاہر میں مسلمان بننے کا دعویٰ کرے۔ دوسری نفاقِ عمل، جس میں انسان مسلمان ہونے کے باوجود کچھ ایسے کام کرے جو منافقوں جیسے ہوں۔

اس حدیث میں جن باتوں کا ذکر کیا گیا ہے، وہ نفاقِ عمل کی نشانیاں ہیں۔ جب انسان ان عادتوں کو چھوڑنے کی کوشش نہیں کرتا تو دل کی صفائی کم ہونے لگتی ہے اور روحانی نقصان پیدا ہوتا ہے۔

وعدہ توڑنے میں یہ بات بھی شامل ہے کہ انسان وعدہ تو کر لے مگر اسے پورا کرنے کا ارادہ ہی نہ رکھے، یا بغیر کسی وجہ کے وعدہ چھوڑ دے۔ اسلام ہمیں سکھاتا ہے کہ مومن ہمیشہ سچ بولتا ہے، وعدہ پورا کرتا ہے اور ہر امانت کو صحیح طریقے سے واپس کرتا ہے۔

یہ حدیث ہمیں یاد دلاتی ہے کہ ہمیں ہر حال میں سچ بولنا چاہیے، وعدے پورے کرنے چاہئیں اور امانتوں کی حفاظت کرنی چاہیے۔ یہ خوبیاں دل کو صاف کرتی ہیں، ایمان کو مضبوط بناتی ہیں اور انسان کو اللہ تعالیٰ کے قریب لے جاتی ہیں۔

حدیث-۲۸

اَلْكَبَائِرُ: اَلْإِشْرَاكُ بِاللهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ

کبیرہ گناہوں میں یہ چیزیں ہیں: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی کا قتل کرنا، اور جھوٹی قسم کھانا۔ (بخاری، مسلم)

اس حدیث میں چار بڑے گناہوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کیا جائے، کیونکہ عبادت صرف اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے۔

والدین کی نافرمانی بھی بہت بڑا گناہ ہے۔ والدین وہ ہوتے ہیں جو ہمیں بچپن سے سنبھالتے ہیں، محبت کرتے ہیں اور ہماری حفاظت کرتے ہیں۔ اسلام ہمیں سکھاتا ہے کہ والدین کی عزت کرنا اور ان سے نرمی اور محبت سے پیش آنا بہت ضروری ہے۔

حدیث میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ کسی انسان کو ناحق قتل کرنا بڑا گناہ ہے۔ کسی معصوم جان کو لینا نہ صرف اس کے گھر والوں کو بلکہ پورے معاشرے کو دکھ پہنچاتا ہے۔ مومن ہمیشہ دوسروں کو نقصان سے بچاتا ہے اور ہر انسان کی زندگی کو قیمتی سمجھتا ہے۔

چوتھا بڑا گناہ جھوٹی قسم کھانا ہے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب انسان اللہ تعالیٰ کا نام لے کر جھوٹ بولتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے نام کی بے ادبی ہے اور دل کو سخت کر دیتی ہے۔ مومن ہمیشہ سچ بولتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نام کو نہ جھوٹ کے لیے استعمال کرتا ہے اور نہ ہی لاپرواہی سے لیتا ہے۔

یہ حدیث ہمیں یاد دلاتی ہے کہ مومن اپنے ایمان کی حفاظت کرتا ہے۔ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے، والدین کے ساتھ محبت اور عزت سے پیش آتا ہے، دوسروں کی جان کی قدر کرتا ہے اور ہر حال میں سچ بولتا ہے۔

حدیث-۲۹

الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ، وَالإِثْمُ مَا حَاكَ فِيْ صَدْرِكَ، وَكَرِهْتَ أَنْ يَطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ

نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے، اور گناہ وہ ہے جو تمہارے دل کو بے چین کرے اور تم چاہو کہ لوگ اسے نہ دیکھیں۔)مسلم، ترمذی(

یہ حدیث ہمیں بتاتی ہے کہ اصل نیکی اچھا اخلاق ہے۔ جب انسان محبت سے بات کرے، نرمی سے پیش آئے اور دوسروں کا خیال رکھے تو یہ بات اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہوتی ہے۔ نیکی وہ کام بھی ہوتے ہیں جن سے مومن کا دل صاف رہتا ہے اور اسے اندرونی سکون ملتا ہے۔

یہ حدیث یہ بھی سمجھاتی ہے کہ گناہ کی ایک پہچان ہوتی ہے۔ جب کوئی بُرا کام سوچنے یا کرنے سے دل بے چین ہو جائے، یا انسان یہ محسوس کرے کہ اگر لوگ جان لیں تو شرم آئے گی، تو یہ گناہ کی علامت ہے۔ صاف دل والا انسان برائی کو جلدی محسوس کر لیتا ہے۔

علماء فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اُن معاملات سے متعلق ہے جہاں حکم بالکل واضح نہ ہو۔ اگر قرآن یا سنت میں کسی مسئلے کا صاف جواب نہ ملے تو مومن اپنے دل کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اگر دل تنگ ہو جائے اور انسان کو یہ پسند نہ آئے کہ لوگ اس بات کو جانیں، تو بہتر ہے کہ وہ کام چھوڑ دیا جائے۔

یہ حدیث ہمیں سکھاتی ہے کہ جب مومن کا دل ایمان سے روشن ہو تو وہ اپنے دل کی آواز سنتا ہے۔ مومن ہمیشہ وہی کام اختیار کرتا ہے جس سے اس کا اخلاق پاک رہے اور اس کے دل کو

حدیث-۳۰

اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللهِ فَأَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَى اللهِ مَنْ أَحْسَنَ إِلٰى عِيَالِهِ

تمام لوگ اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں، اور اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ وہ شخص پسند ہے جو لوگوں کے ساتھ بھلائی کرے۔) شعب الایمان (

اس حدیث میں ہمیں بتایا گیا ہے کہ دنیا کے تمام لوگ اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی سب کو رزق عطا فرماتے ہیں، ان کی دیکھ بھال کرتے ہیں اور ان کی ضرورتیں پوری کرتے ہیں۔

اسی لیے لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ جو شخص دوسروں کو فائدہ پہنچاتا ہے، ان کی مدد کرتا ہے، نرمی سے بات کرتا ہے اور ان کے دکھ کم کرنے کی کوشش کرتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت محبوب ہوتا ہے۔

مومن اپنے گھر والوں، پڑوسیوں اور اجنبی لوگوں سب کے ساتھ بھلائی کرتا ہے۔ چھوٹا سا کام بھی، جیسے کسی کی مدد کرنا یا کسی کے دل کو خوش کر دینا، اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت قیمتی ہوتا ہے۔

یہ حدیث ہمیں سکھاتی ہے کہ اچھا اخلاق صرف نماز اور روزے تک محدود نہیں۔ لوگوں کے ساتھ اچھے طریقے سے پیش آنا، ان کی مدد کرنا اور ان کے لیے آسانی پیدا کرنا بھی ایمان کا حصہ ہے۔ جو مومن لوگوں کے درمیان رہ کر ان کے لیے رحمت بنتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا بھی حقدار بن جاتا ہے۔

حدیث کی روایات کے بارے میں ضروری وضاحت

مفتی عاشق الٰہی بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ نے زاد الطالبین میں کچھ کمزور حدیث کی روایات اس لیے شامل کی ہیں تاکہ لوگوں کو نیکی کی طرف بلایا جا سکے، ان کا اخلاق بہتر ہو، اور ان کے دل نرم ہوں۔

علماء نے اجازت دی ہے کہ نصیحت اور فضائل کے لیے کمزور حدیث کی روایات بیان کی جا سکتی ہیں، جب تک ان سے عقیدہ یا قانونی مسائل ثابت نہ کیے جا رہے ہوں۔

اس کتاب میں جو روایات ہیں، وہ زیادہ تر اخلاص، رحم دلی، عاجزی، سخاوت، توبہ، اور اللہ تعالیٰ کی یاد جیسی باتوں پر توجہ دلاتی ہیں۔ یہ سب باتیں قرآن اور صحیح احادیث سے پہلے ہی ثابت ہیں۔

احادیث کا مجموعہ — ۱ سے ۳۰ تک

حدیث ۱

الدِّينُ النَّصِيحَةُ

دین (اسلام) اخلاص کے ساتھ عمل کرنے کا نام ہے۔

حوالہ : مسلم

حدیث ۲

الدُّعَاءُ مُخُّ العِبَادَةِ

دعا عبادت کا مغز ہے۔

حوالہ : ترمذی

حدیث ۳

الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ

انسان اُس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔

حوالہ : بخاری, مسلم

حدیث ۴

الأَنَاةُ مِنَ اللهِ وَالْعَجَلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ

سکون کیں سات کام کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اور جلدی بازی شیطان

کی طرف سے ہے۔

حوالہ: ترمذی

حدیث ۵

الْمَجَالِسُ بِالأَمَانَةِ

مجلس کی بات امانت ہوتی ہے۔

حوالہ: ابو داود

حدیث ۶

الْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الإِيمَانِ

حیا ایمان کا ایک حصہ ہے۔

حوالہ: بخاری, مسلم

حدیث ۷

أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللهِ مَسَاجِدُهَا، وَأَبْغَضُ الْبِلَادِ إِلَى اللهِ أَسْوَاقُهَا

اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محبوب جگھیں مسجدیں ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ جگھیں بازار ہیں۔

حوالہ : مسلم

حدیث ۸

الْمُؤْمِنُ غِرٌّ كَرِيمٌ وَالْفَاجِرُ خَبٌّ لَئِيمٌ

مؤمن سادہ دل اور شریف ہوتا ہے، اور گناہگار دھوکے باز اور بُرے مزاج کا ہوتا ہے۔

حوالہ : ابو داود، ترمذی

حدیث ۹

الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَّوْمَ الْقِيَامَةِ

ظلم قیامت کے دن اندھیروں کی شکل میں سامنے آئے گا۔

حوالہ : بخاری

حدیث ۱۰

الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ

دنیا مؤمن کے لیے قید جیسی ہے، اور کافر کے لیے جنت جیسی۔

حوالہ: مسلم, ترمذی

حدیث ۱۱

الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلَى

دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔

حوالہ: بخاری, مسلم

حدیث ۱۲

الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ

صفائی ایمان کا آدھا حصہ ہے۔

حوالہ: مسلم

حدیث ۱۳

الجَرَسُ مَزَامِيْرُ الشَّيْطَانِ

گھنٹیاں شیطان کی آواز کی طرح ہوتی ہیں۔

حوالہ : مسلم

حدیث ۱۴

الطَّاعِمُ الشَّاكِرُ كَالصَّائِمِ الصَّابِرِ

جو انسان کھانا کھائے اور شکر کرے، وہ اُس شخص کی طرح ہوتا ہے جو روزہ رکھے اور صبر کرے۔

حوالہ : ترمذی, دارمی

حدیث ۱۵

البَادِئُ بِالسَّلَامِ بَرِيْءٌ مِّنَ الْكِبْرِ

جو شخص پہلے سلام کرے، وہ تکبّر سے پاک ہوتا ہے۔

حوالہ : شعب الایمان

حدیث ۱۶

السِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِّلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِّلرَّبِّ

مسواک منہ کو پاک کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرتی ہے۔

حوالہ : بخاری، نسائی، دارمی

حدیث ۱۷

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ

مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

حوالہ: بخاری, مسلم

حدیث ۱۸

اَلْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَّكَ أَوْ عَلَيْكَ

قرآن یا تو تمہارے حق میں گواہی دے گا یا تمہارے خلاف۔

حوالہ: مسلم

حدیث ۱۹

اَلْوَحْدَةُ خَيْرٌ مِّنْ جَلِيْسِ السُّوءِ، وَالْجَلِيسُ الصَّالِحُ خَيْرٌ مِّنَ الْوَحْدَةِ، وَإِمْلَاءُ الْخَيْرِ خَيْرٌ مِّنَ السُّكُوتِ،

وَالسُّكُوْتُ خَيْرٌ مِّنْ إِمْلَاءِ الشَّرِّ

بری صحبت سے تنہائی بہتر ہے، اور اچھی صحبت تنہائی سے بہتر ہے۔ اچھی بات کہنا خاموش رہنے سے بہتر ہے، اور بُری بات کہنے سے خاموش رہنا بہتر ہے۔

حوالہ: مستدرک، شعب الایمان

حدیث ۲۰

التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهُ

جو شخص گناہ سے توبہ کر لیتا ہے، وہ ایسے ہوتا ہے جیسے اس کا کوئی گناہ نہ ہو۔

حوالہ: ابنِ ماجہ

حدیث ۲۱

الْاِقْتِصَادُ فِي النَّفَقَةِ نِصْفُ الْمَعِيْشَةِ، وَالتَّوَدُّدُ إِلَى النَّاسِ نِصْفُ الْعَقْلِ، وَحُسْنُ السُّؤَالِ نِصْفُ الْعِلْمِ

خرچ میں اعتدال رکھنا آدھی زندگی ہے، لوگوں سے نرمی اور محبت سے پیش آنا آدھی عقل ہے، اور اچھے طریقے سے سوال کرنا آدھا علم ہے۔

حوالہ: شعب الایمان

حدیث ۲۲

الكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ، وَالْعَاجِزُ مَنْ أَتْبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا

وَتَمَنَّى عَلَى اللهِ

عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کو قابو میں رکھے اور موت کے بعد کی زندگی کے لیے عمل کرے،

اور بے وقوف وہ ہے جو اپنی خواہشوں کے پیچھے چلتا رہے اور بس اللہ تعالیٰ سے امیدیں لگائے رکھے۔

حوالہ: ترمذی، ابن ماجہ

حدیث ۲۳

الْمُؤْمِنُ مَأْلَفٌ وَّلَا خَيْرَ فِيمَنْ لَّا يَأْلَفُ وَلَا يُؤْلَفُ

مومن وہ ہوتا ہے جو لوگوں کے ساتھ محبت سے ملتا ہے، اور لوگ بھی اس کے ساتھ محبت سے پیش آتے ہیں۔ اور جس انسان کا لوگوں کے ساتھ میل جول نہ ہو، اور لوگ بھی اس کے ساتھ رہنا پسند نہ کریں،اس میں کوئی بھلائی نہیں ہوتی۔

حوالہ : شعب الایمان

حدیث ۲۴

الغِنَاءُ يُنْبِتُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ كَمَا يُنْبِتُ الْمَاءُ الزَّرْعَ

گانا دل میں نفاق کو اُگاتا ہے، جیسے پانی پودے کو اُگاتا ہے۔

حوالہ : شعب الایمان

حدیث ۲۵

التُّجَّارُ يُحْشَرُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فُجَّارًا إِلَّا مَنِ اتَّقَى وَبَرَّ وَصَدَقَ

تاجر قیامت کے دن گنہگار اُٹھائے جائیں گے، سوائے اُن لوگوں کے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے، نیک تھے اور سچ بولتے تھے۔

حوالہ : ترمذی، ابن ماجہ، دارمی

حدیث ۲۶

التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الْأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ

سچا اور ایماندار تاجر قیامت کے دن انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔

حوالہ: ترمذی، دارمی، دارقطنی

حدیث ۲۷

آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ

منافق کی علامتیں تین ہیں: جب وہ بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے، اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو وہ خیانت (دھوکا) کرے۔

حوالہ: بخاری، مسلم

حدیث ۲۸

الْكَبَائِرُ: الْإِشْرَاكُ بِاللهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَالْيَمِينُ الْغَمُوسُ

کبیرہ گناہوں میں یہ چیزیں ہیں: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی کا قتل کرنا، اور جھوٹی قسم کھانا۔

حوالہ: بخاری، مسلم

حدیث ۲۹

الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ، وَالإِثْمُ مَا حَاكَ فِيْ صَدْرِكَ، وَكَرِهْتَ أَن يَّطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ

نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے، اور گناہ وہ ہے جو تمہارے دل کو بےچین کرے اور تم چاہو کہ لوگ اسے نہ دیکھیں

حوالہ : مسلم، ترمذی

حدیث ۳۰

اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللهِ فَأَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَى اللهِ مَنْ أَحْسَنَ إِلٰي عِيَالِهِ

تمام لوگ اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں، اور اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ وہ شخص پسند ہے جو لوگوں کے ساتھ بھلائی کرے۔

حوالہ : شعب الایمان

حوالہ جات: احادیث ۱ تا ۳۰

حدیث نمبر	مشکاۃ المصابیح	مرقاۃ المفاتیح [جلد اوّل]	مرقاۃ میں نمبر [جلد دوم]	مرقاۃ المفاتیح [جلد دوم]	مظاہرِ حق
نیت سے متعلق حدیث	۱۱	۳۹:۱	۱	۱۹۲:۱	۷۸:۱
۱	۴۲۳	۲۲۴:۹	۴۹۶۶	۷۰۱:۸	۵۴۲:۴
۲	۱۹۴	۳۷:۵	۲۲۳۱	۱۳:۵	۴۷۱:۲
۳	۴۲۶	۲۵۰:۹	۵۰۰۸	۷۴۰:۸	۵۶۴:۴
۴	۴۲۹	۲۷۹:۹	۵۰۵۴	۷۸۵:۸	۵۹۶:۴
۵	۴۳۰	۲۸۳:۹	۵۰۶۲	۷۹۱:۸	۶۰۱:۴
۶	۱۲	۷۰:۱	۵	۱۴۰:۱	۹۶:۱
۷	۶۸	۲:۱۹۲	۶۹۶	۲:۴۰۰	۱:۴۹۳
۸	۴۳۲	۲۹۷:۹	۵۰۸۵	۸۱۲:۸	۶۱۳:۴
۹	۴۳۴	۳۱۹:۹	۵۱۲۳	۸۴۶:۸	۶۳۶:۴
۱۰	۴۳۹	۳۴۷:۹	۵۱۵۸	۷:۹	۶۷۰:۴
۱۱	۱۶۲	۱۷۵:۴	۱۸۴۳	۳۵۱:۴	۲۳۲:۲
۱۲	۳۸	۳۱۸:۱	۲۸۱	۵:۲	۲۷۳:۱
۱۳	۳۳۸	۳۲۷:۷	۳۸۹۵	۴۴۶:۷	۷۷۹:۳
۱۴	۳۶۵	۱۸۲:۸	۴۲۰۵	۴۰:۸	۱۰۴:۴
۱۵	۴۰۰	۶۹:۹	۴۶۶۶	۴۵۰:۸	۳۶۷:۴
۱۶	۴۴	۶:۲	۳۸۱	۹۴:۲	۳۲۳:۱

۱۷	۱۵	۱۰۸:۱	۳۳/۶	۱۹۸:۱/۱۴۳:۱	۹۸:۱
۱۸	۳۸	۳۲۰:۱	۲۸۱	۷:۲	۶۷۳:۱
۱۹	۴۱۴	۹:۱۶۲	۴۸۶۴	۸:۶۰۲	۴:۴۸۱
۲۰	۲۰۶	۱۵۱:۵	۲۳۶۳	۱۹۶:۵	۵۷۳:۲
۲۱	۴۳۰	۲۸۶:۹	۵۰۶۶	۷۹۵:۸	۶۰۴:۴
۲۲	۴۵۱	۴۰:۱۰	۵۲۸۹	۱۴۱:۹	۷۸۳:۴
۲۳	۴۲۵	۲۶۳:۹	۴۹۹۵	۷۲۹:۸	۵۵۸:۴
۲۴	۴۱۱	۱۳۴:۹	۴۸۱۰	۵۵۷:۸	۴۵۱:۴
۲۵	۲۴۳	۵۴:۶	۲۷۹۹	۴۲:۶	۵۸:۳
۲۶	۲۴۳	۲۴۳	۲۷۹۶	۴۰:۶	۵۳:۶
۲۷	۱۷	۱۲۵:۱	۵۵	۲۲۵:۱	۱۴۰:۱
۲۸	۱۷	۱۲۲:۱	۵۰	۲۲۰:۱	۱۳۶:۱
۲۹	۴۳۱	۲۹۱:۹	۵۰۷۲	۸۰۳:۸	۶۰۹:۴
۳۰	۴۲۵	۲۶۴:۹	۴۹۹۹	۷۳۱:۸	۵۵۹:۴

نوٹ:

یہ کتاب فائدہ مند علم سب کو پہنچانے کے لیے بنائی گئی ہے۔

ہم نے پوری کوشش کی ہے کہ اس میں دی گئی معلومات صحیح ہوں اور قرآن و سنت کے مطابق ہوں، جیسا کہ ہمارے نیک بزرگوں نے سمجھا اور اس پر عمل کیا۔

ہمارا مقصد یہ ہے کہ یہ کتاب پڑھنے والوں کو سوچنے، اچھے عمل کرنے، اور اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی ترغیب دے۔

اگر اس میں کوئی غلطی ہو تو وہ ہماری اپنی کمی کی وجہ سے ہے۔ ہم اللہ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ سے معافی اور مدد مانگتے ہیں۔

کسی بھی سوال یا مشورے کے لیے، براہِ کرم ہم سے اس ای میل پر رابطہ کریں:

salaamatpublications@gmail.com

سلامت پبلیکیشنز

محمد پٹیل (مولانا)

For Inquiries

Salaamat Publications

salaamatpublications@gmail.com